مولانا محمد حنیف ملی مالیگاؤں

عہدِ رسالت و خیر القرون میں حفاظت و اشاعتِ حدیث کے اسباب و اہتمام

عہدِ رسالت میں حدیث کی نشر و اشاعت | دعوت و تبلیغ کے ابتدائی دور سے حدیث بھی قرآن کے ساتھ جمع ہوتی رہی۔ مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ زید بن ارقم کا مکان خاموش مرکز تھا یہاں صحابہؓ جمع ہو کر دین سیکھتے قرآن پڑھتے اور اسلامی شعائر کی حفاظت کرتے اور کچھ ہی دنوں بعد خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بندوں تک احکام پہنچانے کا مکلف بنا دیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی "فاصدع بما تؤمر" اے نبی آپ کو جو حکم ملا ہے اسے کھل کر عام کر دیجئے مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی۔ اسلام جزیرہ نما عرب میں پھیل گیا اور آپ دعوت کو اللہ کے بندوں تک عام کرتے رہے ان کے نزاع کے تصفیے کرتے رہے قرآن کریم پڑھاتے اور اسلامی شعائر کی حفاظت کرتے۔ امن و جنگ کی سیاست سے آگاہ کرتے اور ان میں وعظ فرماتے رہے صحابہ بھی آسودگی اور مفلسی ہر حال میں آپ کی خدمت میں رہ کر بڑے اہتمام سے دین سیکھتے اور اس کے ہر حکم کو اپنے اوپر نافذ بھی کرتے۔ غرض حدیث کی نشر و اشاعت کے بے شمار اسباب سارے عالم میں مہیا ہو گئے ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ اسلامی دعوت کی تبلیغ و اشاعت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی سرگرمی اور بے پناہ نشاط سب سے بڑا اور بنیادی سبب ہے آپ نے نشر و اشاعت کے تمام طریقے اختیار فرمائے۔ قبائل میں دعوت دینے بنفس نفیس پہنچے۔ اس راہ کی ہر مشکل کو انگیز فرمایا۔ موسم اور مختلف تقریبات میں آنیوالے وفود سے رابطہ قائم کیا اور ان کے سامنے دین کی دعوت بھی پیش کی۔ آپ نے نشر و اشاعت کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ان نامساعد حالات میں بھی (سنت) حدیث پاک مسلمانوں کے دلوں پر دستک دیتی رہی۔

۲۔ فطرتِ اسلامی اور اس کا نظام نو بھی ایک اہم سبب ہے۔ جس کی کشش نے لوگوں کو اسلامی مقاصد اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے پر آمادہ کیا۔ جو شخص بھی آپ کی دعوت کو سنتا فوراً خدمتِ اقدس میں پہنچ جاتا۔ اور اسلام کی بابت آپ سے دریافت کرتے ہی مسلمان ہونے کا اعلان کرتا اور جو کچھ دیکھتا یا سنتا اسے اپنی قوم میں جا کر بیان کرتا۔

۳۔ علم اور اس کی حفاظت کے لئے بے پناہ سرگرمی اور صحابہ کی والہانہ جد و جہد بھی حفاظت حدیث کا ایک کلیدی

سبب ہے جسے ہم ایک ذیلی عنوان کے تحت تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

۴۔ حدیث کی نشر و اشاعت کا ایک سبب امہات المومنین بھی ہیں جن کا مقام اور دوسری صحابیات میں بہت نمایاں ہے، بعض مرتبہ مسلم خواتین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات دریافت کرنے میں حیا محسوس کرتیں تو ازواج مطہرات کے یہاں ان کے شکوک کا ازالہ ہو جاتا یا سوالات کا جواب مل جاتا۔ اس لئے آپ کی ازواج ہمہ وقت آپ سے قریب رہنے کی وجہ سے بے شمار احکامات میں آپ سے رہنمائی حاصل کرتیں جس کا دوسری عورتوں کو کم موقع ملتا۔ اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہمہ گیر علم اور دقت نظر میں مشہور تھیں۔

حضرت ابن ملیکہ فرماتے ہیں :-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی بات سنتیں اور نہ سمجھ پاتیں تو اسے آپ بار بار دریافت کر کے سمجھ لیتیں۔ ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا "من حوسب عذب" جس سے حساب لیا گیا وہ عذاب میں ہوگا اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ کیا خدا نے "فسوف یحاسب حسابا یسیرا" نہیں فرمایا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ عرضی کی صورت ہے لیکن جس شخص کے نامہ اعمال کے بارے میں مناقشہ ہو گا وہ ہلاک ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام بہت بلند ہے ان کے مقام اور علمی سرگرمیوں کے معترف سب لوگ ہیں چنانچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رض دین کے بہت سے امور میں کعبہ علمی اور مرجع ہوتی تھیں۔

۵۔ دیگر صحابیات بھی حفاظت حدیث کا ایک سبب ہوئیں۔ اس لئے حدیث کے باب میں عورتوں کا اثر مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت کرتی تھیں۔ بلکہ بعض مرتبہ انہیں یہ محسوس ہونے لگتا کہ مرد آپ کی مجلس میں غالب رہتے ہیں، تو اللہ کے نبی سے درخواست کرتیں کہ ہماری تعلیم کے لئے بھی مخصوص جگہ اور وقت مقرر کر دیا جائے۔ عید وغیرہ کے موقع پر عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیثیں سنا کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں عورتوں کے مخصوص ازدواجی مسائل دوسروں تک پہنچانے میں بھی ان خواتین کی کوششوں کے اثرات بڑے زبردست ہیں بلکہ اگر وہ نہ بتاتیں تو صحابہ کو نسوانی مسائل دریافت کرنا مشکل ہوتا۔

۶۔ حفاظت حدیث کی ایک اور وجہ گورنر، قاصد اور وفود ہیں۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ دعوتِ اسلامی کا پایہ تخت بن چکا تھا جہاں سے سارے عالم میں ہدایت کی کرنیں پھوٹیں۔ اور گمراہی و بت پرستی کی تاریکیاں دور ہوئیں یہیں سے مبلغین کے قافلے دور اور نزدیک کے علاقوں میں دین کی اشاعت کے لئے روانہ ہوئے جب کہ قریش ہر طرح کی رکاوٹ ڈال رہے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ معلمین کو روانہ کرتے وقت ہدایت فرماتے۔ اصولِ دعوت تلقین کرتے اور لوگوں کو دین کی طرف حکمت و دانائی سے بلانے کی نصیحت فرماتے تھے۔

حضرت معاذ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کو جب یمن کی طرف روانہ فرمایا تو انہیں یہ نصیحت کی :-

"یسروا ولا تعسروا، بشروا ولا تنفروا" دیکھو دعوت میں نرمی سے کام لو ان کے لئے زحمت مت بنو۔ انہیں خوشخبری سناؤ دلوں میں نفرت مت پیدا کرو۔ حضرت معاذ سے فرمایا، تم اہلِ کتاب کے پاس جا رہے ہو انہیں پہلے ایک خدا کی دعوت دو اور یہ بھی بتاؤ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ مان لیں تو یہ بتاؤ کہ خدا نے دن بھر میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر اسے بھی مان لیں تو یہ بتاؤ کہ خدا نے زکوٰۃ بھی فرض کی ہے جو بستی کے سرمایہ داروں سے لے کر غریبوں میں تقسیم کر دی جائے۔ اگر وہ اسے بھی مان لیں تو ان سے کہو کہ زکوٰۃ میں عمدہ اور نفیس مال لینے سے بچیں اور مظلوم کی بد دعا سے بچیں۔ اس لئے کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گورنر اور قاضیوں کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے ایسے لوگوں میں قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں جو مجھ سے زیادہ عمر دراز اور تجربہ کار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم جاؤ انشاء اللہ خدا تمہاری زبان میں استقامت اور دل میں صحیح کام کی توفیق پیدا فرما دے گا۔ بلاشبہ رسول اللہ کے یہ گورنر، قاضی اور وفود اس امانتِ رسالت کو بخیر و خوبی اٹھانے اور انجام دیتے رہے۔ ہجری ۶ میں آپ نے مختلف علاقوں میں بکثرت وفود روانہ فرمائے۔ صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے شاہانِ عالم کے ہاں قاصد روانہ کئے بسا اوقات ایک ہی دن میں مختلف علاقوں کی طرف ۶، ۶ قاصد اور مبلغ روانہ کئے۔

دربارِ حکومت میں پہنچ کر ان مبلغین نے انہی کی زبان میں گفتگو کی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پہنچایا۔ تاریخ کا طالب علم جانتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے قیصر، بصرہ کے حاکم، دمشق کے فرمانروا حارث بن ابی شمر کی طرف اپنے قاصد روانہ فرمائے۔ مقوقس مصر کو بھی دین کی دعوت دینے کے لئے ایک قاصد کے ذریعہ نامہ مبارک ارسال فرمایا۔ ان کے علاوہ فارس کے کسریٰ، بحرین کے منذر بن ساوی کو تبلیغی خطوط روانہ کئے۔ اور عمان، یمامہ جیسی ریاستوں کے متعلقہ گورنروں اور حبشہ کے نجاشی کے پاس بھی دین کی دعوت پہنچانے کے لئے قاصد روانہ فرمایا۔

یہ تمام قاصد دربار میں پہنچ کر بادشاہ کے اور قبیلوں کے سرداروں کے سوال کا جواب بھی دیتے۔ اور ان کے سامنے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت کی روشنی میں دین کی حقیقت، اسلام کا مقصد اور اس کے محاسن کی تفصیل سے بیان کرتے۔ آپ کا یہ طریقہ بھی تھا کہ ابھی ابھی مسلمان ہونے والوں میں ان کی تربیت کے لئے کسی کو امیر مقرر فرما دیتے اور ایسے جان کار افراد بھی مہیا فرماتے جو انہیں تعلیم بھی دیتے اور مسائل بھی بتاتے۔

فتح مکہ (فتح مبین) ۷۔ ۸ ھ میں جب قریش نے بد عہدی کی اور صلح توڑ دی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں تمام مسلم قبائل کو مدینہ منورہ میں جمع کیا۔ اور دس ہزار مجاہدین اسلام کو لے کر مکہ کی طرف روانہ

ہوگئے۔ مکہ فتح فرمایا، بت پرستی کا خاتمہ کیا، پھر ہزاروں مسلمانوں کے مجمع میں آپ نے وعظ فرمایا اور تمام دشمنوں کو معاف کر دیا۔ اسی وعظ میں آپ نے بہت سے احکام بھی بیان فرمائے۔ مثلاً کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ دو مختلف مذہب کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ عورت اور اس کی چچی یا پھوپھی کو ایک ساتھ نکاح میں نہ رکھا جائے۔

وعظ کے بعد صحابہ اسی مجلس میں آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی ہوئے۔

بلاشبہ فتح مکہ اسلامی تاریخ کا انتہائی زبردست اور اہم واقعہ ہے۔ جسے ایک جم غفیر نے نقل کیا ہے۔ اور آپ کا وہ تاریخی خطبہ بھی صحابہ کرام کے ذریعہ دور دراز علاقوں تک پہنچا۔ اور ابھی ابھی مسلمان ہونے والوں نے آپ کی دعوت کے بہت سے گوشے اپنے قبیلے، خویش و اقارب اور پڑوسیوں تک پہنچایا ہے۔ یہ فتح بھی حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی حفاظت کا ذریعہ ثابت ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج ۹۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ ہجری ۱۰ میں مکہ تشریف لائے اور صحابہ کے ساتھ اپنی زندگی کا آخری حج ادا فرمایا۔ اس وقت آپ کے ساتھ ۹ ہزار صحابہ تھے۔ آپ نے اس لشکر جرار کے ساتھ عرفات میں قیام فرمایا۔ اور انتہائی بلیغ خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت۔ امانت ادا کرنے کی تاکید۔ سود کی حرمت۔ عہدِ جاہلیت کے خونِ ناحق کا خاتمہ اور غلط رسم و رواج ترک کر دینے کا ذکر ہے آپ نے اس خطبہ میں زن و شوہر کے حقوق۔ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی اور وارث کو وصیت سے محروم رکھا ہے۔

بلاشبہ آپ کا یہ خطبہ مختلف قبائل کے قبول اسلام اور حدیث کی نشر و اشاعت کا اہم سبب بنا۔ اس لئے کہ اس خطبہ کو سننے والے بے شمار صحابہ تھے جن کے ذریعہ آپ کا یہ پاک ارشاد چار دانگ عالم میں پہنچا۔ اور سننے والوں نے بھی آپ کے اس ارشاد پر پورا پورا عمل کیا۔ آپؐ نے اخیر میں فرمایا۔

"الا ھل بلغت، اللھم فاشھد فلیبلغ الشاھد الغائب"

لوگو! کیا میں نے تم تک پیغام پہنچا دیا، خدایا تو گواہ رہنا جو لوگ یہاں حاضر ہیں وہ دوسروں تک سب باتیں پہنچا دیں۔

حجۃ الوداع اور فتح مکہ کے بعد وفود کی آمد مکہ فتح ہو جانے کے بعد عرب کے گوشے گوشے سے مختلف وفود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اسلام کے پرچم تلے آنے لگے۔ یہ وفود مسلسل آتے اور حجۃ الوداع کے بعد تو ان کی آمد میں اور اضافہ ہو گیا۔ آپ آنے والوں کا خیر مقدم فرماتے۔ انہیں اسلام کی تعلیم دیتے اور اپنے گراں بہا ارشاد و نصیحت کا توشہ بھی ساتھ کر دیتے۔ ان وفود میں بعض ایسے بھی تھے جو چند دن قیام کر کے دین کے سیکھنے اور دینِ حنیف کی نشر و اشاعت کے لئے اپنے قبیلے میں واپس چلے جاتے۔ انہی میں حضرت ضمام بن ثعلبہ کا وفد

بھی تھا جس کی بدولت ان کا پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔ ان کے علاوہ وفد بنو حنیفہ۔ وفد عبد القیس۔ وفد طی۔ وفد کندہ۔ وفد ازدشنوءۃ اور شاہان حمیر کے قاصدوں کا وفد بھی ہے۔ جو نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ دین سیکھنے کے لئے آپ کے پاس وفد بھی بھیجتے رہے۔ آپ نے خط کے ذریعہ انہیں اطلاع بھی دی کہ ہمیں آپ کے مسلمان ہونے کا علم ہے اور خدا کی اطاعت کے ساتھ دین پر قائم رہنے کی تلقین بھی فرمائی۔

اس نامہ مبارک میں آپ کی اور بھی وصیتیں شامل ہیں۔ اسی طرح وفد ہمدان۔ وفد تجیب۔ وفد ثعلبہ۔ وفد بنو اسد اور بہت سے دوسرے دوسرے وفود ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان وفود کی آمد کو خیر و برکت کا باعث سمجھتے۔ ان کی عزت فرماتے اور انہیں دین سکھاتے۔ یہ لوگ بھی آپ سے بہت سی باتیں دریافت کرتے اور آپ انہیں جواب مرحمت فرماتے اور یہ وفود آپ کے ساتھ عبادت میں بھی شامل رہے۔

یہ اجمالی تذکرہ دراصل حدیث کی حفاظت اور نشر و اشاعت پر ایک سرسری نظر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو تدوین حدیث اور اس کی حفاظت کا کتنا خیال تھا۔ اسلام آپ کی زندگی میں پھیلا اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام عرب پر چھا گیا قرآن و سنت سے لوگوں کے سینے معمور ہوگئے۔ جیساکہ قرآن کا ارشاد ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کردیا اور میں نے اپنا انعام تام کیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کیلئے پسند کیا

حدیث صحابہ اور تابعین کے عہد مبارک میں

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلامی شریعت کا سرچشمہ کتاب و سنت تھے آپ پر وحی نازل ہوتی تو اسے فوراً لوگوں تک پہنچا دیا کرتے تھے بلکہ اس کی غرض اور مقصد بھی بیان فرما دیا کرتے۔ آپ کی ذات گرامی ہر معاملہ میں پوری امت کے لئے مرجع تھی۔ امور قضا ہوں یا فتاویٰ، اقتصادی سیاسی اور فوجی تنظیم ہو یا کچھ اور آپ ہر مسئلہ کا حل صحابہ کے سامنے کتاب اللہ کی روشنی میں فرماتے تھے۔ اگر کتاب اللہ میں مسئلہ کا حل مل گیا تو فیصلہ فرما دیا۔ ورنہ عقل سلیم سے غور کرکے اجتہاد فرمالیا۔ یا پھر خدا کی منشاء جاننے کے لئے وحی کا انتظار بھی فرمالیا۔ تو آپ کے اجتہاد کی توثیق و تائید کے لئے وحی نازل ہوتی تھی۔ اس لئے کہ خدا اپنے پیغمبر کو غلطی پر قائم نہیں رکھتا۔

چند برسوں کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ اور وحی کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔ اب امت کے سامنے کتاب اللہ ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث۔ جیساکہ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ و سنتی"

میں تم میں دو باتیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ دوسری میری سنت ہے۔

صحابہ کرام نے بھی خدا کے حکم کی تعمیل میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری مضبوطی سے تھامے رکھا۔

قرآن کا حکم یہ ہے۔

"ما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا"

رسول تمہیں جو کچھ دیں لے لو اور جس سے منع کریں باز آجاؤ۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔

ترجمہ: قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جھگڑا نہ ہو یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرلیں پھر آپ کے تصفیہ سے دل میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کرلیں۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون۔

خوشی سے اللہ اور رسول کا کہنا مانو کہ تم رحم کئے جاؤ گے۔

ایک مسلمان کے لئے آپ کی دعوت پر لبیک کہنا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی واجب تھی اور آپ کے وصال کے بعد بھی۔ چنانچہ صحابہ نے خدا کے حکم کی تعمیل آں حضرت کی زندگی ہی میں کرکے بتادی اور انتہائی اخلاص کے ساتھ قرآن کریم کے ہر حکم کو اپنے اوپر نافذ کیا۔ اور جان ومال سے شریعت مطہرہ کی حفاظت بھی کی اور آپ کے وصال کے بعد آپ کی اس وصیت کی تعمیل میں بھی مظاہرہ کیا جو آپ کی عین منشا اور خواہش تھی۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی اثر انگیز وعظ فرمایا جس سے دل دہل گئے۔ آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ ہم نے آپ سے دریافت کیا یہ تو رخصت کرنے والے انسان کا آخری وعظ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے آپ ہمیں بھی کچھ نصیحت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں ہر حال میں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور دیکھو امیر کی اطاعت کرو چاہے وہ غلام زادہ کیوں نہ ہو۔ اس لئے جو میرے بعد زندہ رہے گا بہت زیادہ فتنہ اور شورش دیکھے گا۔ ان حالات میں تم میری اور میرے ہدایت یافتہ صحابہ کرام کے طریقہ کو تھام لو اور انہیں دانتوں سے دبالو۔ اور دیکھو دین میں نئی باتوں سے بچو اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی انسان کو جہنم تک پہنچا دے گی۔

اس مبارک ارشاد کی روشنی میں صحابہ نے سنت کا بڑا اہتمام کیا اسے پوری قوت سے تھامے رکھا اور اس بدنصیبی سے محفوظ رہے۔ جس کا ذکر آنے والی حدیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آپ کا ارشاد ہے۔

یوشک الرجل متکیا علی اریکتہ یحدث بحدیث من حدیثی فیقول بیننا وبینکم

کتاب اللہ فما وجدنا فیہ من حلال استحللناہ وما وجدنا فیہ من حرام حرمناہ الا وان ما حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما حرم اللہ۔

قریب ہے کہ کوئی شخص اپنی مسند پر ٹیک لگائے میری کوئی حدیث بیان کرتے کرتے یہ کہہ رہا ہوگا کہ ہمارے لئے تو بس اللہ کی کتاب کافی ہے اس میں جو چیزیں حلال ہیں ہم اسے حلال سمجھتے ہیں اور جو حرام ہیں انہیں حرام سمجھتے ہیں۔ خبردار جس طرح خدا نے بہت سی چیزیں حرام قرار دی ہیں اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بہت سی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔

یہی نہیں صحابہ کرام رضی نے سنت کی حفاظت کے لئے بڑا زبردست موقف اختیار کیا اور غلط سمجھنے والوں کو معقول جواب بھی دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو نضرۃ حضرت عمران بن حصین سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کوئی سوال کیا آپ نے اسے بیان فرما دیا۔ اس آدمی نے کہا۔ اللہ کی کتاب کے علاوہ کسی اور کی بات مت کہو۔ حضرت عمران نے کہا تم بڑے نادان ہو۔ اچھا یہی بتا دو کہ قرآن نے ظہر کی چار سری رکعتوں کا کہیں ذکر ہے۔ اسی طرح آپ نے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا کہ اس کا بھی تفصیلی تذکرہ قرآن میں تمہیں نہیں ملے گا۔ اللہ کے بندے کتاب اللہ نے تو اس کا اجمالی ذکر کیا ہے۔ اور حدیث اس کی تفسیر و تشریح ہے۔

ایک شخص نے مشہور تابعی حضرت مطرف بن عبداللہ سے کہا۔ قرآن کے علاوہ اور کوئی بات مت کرو مطرف نے کہا ہم قرآن کا بدل نہیں چاہتے بلکہ ہم تو اس ذات کو چاہتے ہیں جو قرآن پاک کا سب سے زیادہ علم رکھتی ہے۔

آئندہ صفحات میں کتاب وسنت کے سلسلہ میں صحابہ کرام کے بارے میں احتیاط کو ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ کریں کہ صحابہ کرام نقل حدیث میں کس قدر احتیاط کرتے تھے۔

رسول اللہ کی اتباع اور صحابہ و تابعین

قرن اول کے مسلمانوں نے قرآن کریم کی آیت "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ" پہ لبیک کہا۔ رسول اللہ کی اتباع میں کھو گئے۔ اور آپ کے نقش قدم پہ چل پڑے جس کی جھلکیاں زندگی کے مختلف ادوار میں نظر آتی ہیں۔ یہ یار با صفا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جو لشکر اسامہ کی روانگی پہ مصر ہیں۔ اور ایسے وقت میں بھی اسے روکنا نہیں چاہتے جب کہ امیر المومنین کو ایک ایک سپاہی کی سخت ضرورت ہے۔ اور فرما رہے ہیں کہ بخدا میں اس مہم کو ہرگز ختم نہیں کروں گا جس کا فیصلہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں فرمایا ہے۔ اور حضرت خالد بن ولید کو مرتدین سے مقابلہ کرنے کے لئے جھنڈا سپرد کرتے ہوئے فرمایا۔

خالد میں نے پیغمبر اسلام سے سنا ہے کہ:۔

لانعم عبداللہ واخوالعشیرۃ خالد بن ولید سیف من سیوف اللہ سلہ اللہ علی الکفار والمنافقین" خالد خاندان کے اچھے فرزند اور خدا کے بہترین بندے ہیں جو خدا کی طرف سے مشرکین ومنافقین

کے لئے تیغ بے نیام ہیں۔

حضرت فاطمہ رضہ والد کے مال میں اپنا حصہ طلب کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:۔

"ان اللہ عزوجل اذا اطعم نبیا طعمۃ ثم قبضہ جعلہ للذی یقوم بعدہ فرأیت ان اردہ علی المسلمین"

اگر خدا کسی نبی کو چند لقمے عطا فرمائے پھر اس کا وصال ہو جائے تو اس کے اسباب کا ذمہ دار وہ ہو گا جسے جانشین بنایا گیا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ متروکہ اسباب تمام مسلمانوں کو لوٹا دوں۔

حضرت فاطمہ رضہ نے فرمایا۔ اس معاملہ کو آپ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ جو مناسب ہو کیجیئے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم آپ نے اپنی زندگی میں جو عمل کیا ہے میں اسے کسی حال پر نہیں ترک کروں گا اگر میں نے کچھ بھی نظر انداز کیا تو یہ دل کا ٹیڑھ ہو گا۔

مسیلمہ کذاب اور اس کا پورا قبیلہ جب مرتد ہو گیا تو وہ ابوبکر ہی تھے جو جنگی تیاریوں میں مصروف تھے۔

حضرت عمر رضہ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد دلایا۔ ابوبکر آپ جنگ کی بات کر رہے ہیں حالاں کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام سے فرماتے سنا ہے کہ:۔

"امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوا ھا عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ"

ترجمہ:۔ مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک وہ لاالہ الا اللہ نہ کہہ لیں جب وہ کلمہ گو ہو جائیں تو ان کی جان و مال سب محفوظ ہوں گے بجز اسلامی حق قائم ہو گا۔ اور ان کا حساب خدا پر ہو گا۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر نے فرمایا۔ عمر! قسم بخدا میں تو آج نماز اور زکوٰۃ میں بھی تمیز نہیں کروں گا۔ میں تو نماز اور زکوٰۃ میں کوتاہی کرنے والوں سے جنگ کروں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے ایسے لوگوں سے حضرت ابوبکر کے ساتھ جنگ کی۔ اور ہمیں اسی میں حق نظر آیا۔